ابوسعید حنیف احمد محمود۔برطانیہ

❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت یوم خلافت
وقت 5-7 منٹ

”ستائیس کو خوشیاں منائیں گے“

(الہام حضرت مسیح موعودؑ)

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (النور:56)

یعنی تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

نشاں کو دیکھ کر اِنکار کب تک پیش جائے گا
ارے اِک اور جھوٹوں پر قیامت آنے والی ہے
یہ کیا عادت ہے کیوں سچی گواہی کو چھپاتا ہے
تری اِک روز اے گستاخ شامت آنے والی ہے
ترے مکروں سے اے جاہل مرا نقصاں نہیں ہرگز
کہ یہ جاں آگ میں پڑ کر سلامت آنے والی ہے
اگر تیرا بھی کچھ دیں ہے بدل دے جو مَیں کہتا ہوں
کہ عزت مجھ کو اور تجھ پر ملامت آنے والی ہے
خدا رُسوا کرے گا تم کو مَیں اعزاز پاؤں گا
سُنو اے منکرو اب یہ کرامت آنے والی ہے
خدا ظاہر کرے گا اِک نشاں پُر رعب و پُر ہیبت
دلوں میں اس نشاں سے استقامت آنے والی ہے

معزز سامعین! آج مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک الہام ”ستائیس کو خوشیاں منائیں گے“ پر روشنی ڈالنی ہے۔ اِن الفاظ میں یہ الہام ملفوظات جلد 10 صفحہ 121 ایڈیشن 1984ء میں ملتا ہے۔ لکھا ہے۔

ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ حضور کا الہام تھا۔ ستائیس کو خوشیاں منائیں گے۔ سو 27 ماہ پوہ (وسط دسمبر تا وسط جنوری۔ ناقل) کو بارش ہو گئی اور لوگوں نے خوشیاں منائیں۔

فرمایا:

’’یہ تکلّفات ہیں جو ہم نہیں چاہتے۔ خدا کا وہ نشان ہوتا ہے جو دل بول اُٹھیں بلکہ دشمن بھی کہہ دیں کہ یہ بات ہوگئی۔ گو دشمن کا اقرار زبان سے محال ہے مگر تاہم نشان وہ ہوتا ہے جو اپنی عظمت سے رُعب ڈال دے۔‘‘

ستائیس کے ہندسے میں حضور علیہ السلام کے اور بھی الہام ہیں۔ جیسے ’’ستائیس کو ایک واقعہ ‘‘(تذکرہ صفحہ 724)۔ یہ الہام دسمبر 1907ء کا ہے۔ یہ وہی وقت ہے جب آپؑ کو اپنی وفات کی خبر کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مِل رہی تھی۔ اِس کے ساتھ جماعت کی ترقیات اور فتوحات اور دشمنوں کے نیست و نابود اور شکست پانے کی اِطلاعیں آپ کو مل رہی تھیں۔

پیارے بھائیو! اب ستائیس کے حوالہ سے یہ دو الہام ہیں۔ تذکرہ میں درج ’’ستائیس کو ایک واقعہ ‘‘ کو اوّلاً لیتے ہیں تو اِس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تدفین مُراد ہو سکتی ہے کہ ایک ایسا مبارک چہرہ جس نے اسلام کو از سرِ نو ثریّا سے لا کر زندہ کیا۔ اسلام کے حسین و جمیل چہرہ پر رسومات، بدعات اور غیر اسلامی نقوش جو آ پڑے تھے اُن کو آپؑ نے اپنے افعال و اعمال اور نیک نمونہ سے نیز قرآنی تعلیمات کے عین مطابق تشریحات کر کے صاف و پاک کیا اور لاکھوں کے فدائی و شیدائی افراد کو اسلام کی مضبوطی کے لیے اسلامی عمارت کے ستونوں کی طور پر چھوڑا تا کہ اسلام مضبوط سے مضبوط تر ہوتا رہے اور آپؑ کی تعلیمات اسلام احمدیت کے پلیٹ فارم سے جاری رہیں۔ اُس وجود کو سُپردِ خاک کر دیا گیا اور وہ چہرہ بہشتی مقبرہ قادیان کی مبارک سرزمین کے سپرد کر دیا گیا۔ یُوں ہمیشہ ہمیش کے لیے وہ چہرہ فدائیان سے اوجھل ہو گیا۔

خورشید مثال شخص کل شام مٹی کے سپرد کر دیا ہے
اندر بھی زمین کے روشنی ہو، مٹی میں چراغ رکھ دیا ہے

سامعین! تذکرہ میں جہاں یہ الہام درج ہے اُس کے فُٹ نوٹ میں حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحبؓ نے حضور علیہ السلام کے داماد حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ آف ملیر کوٹلہ کے نام ایک مکتوب کو تحریر کر کے لکھا ہے کہ

’’واقعات نے بتا دیا کہ یہ تاریخ 27 مئی 1908ء کی تھی جب کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جنازہ قادیان میں پڑھایا گیا۔‘‘

(تذکرہ صفحہ 724)

گو اوپر بیان ہونے والے الہام سے 27 مئی کو خلافت جیسے مبارک نظام سے تطبیق کی جا سکتی ہے کہ ’’ستائیس کو ایک واقعہ ‘‘ سے مراد جماعت احمدیہ میں قیام خلافت ہے۔ لیکن ملفوظات جلد 10 صفحہ 121 میں درج الہام ’’ستائیس کو خوشیاں منائیں گے‘‘ تو بہت واضح طور پر قیامِ خلافت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جب کہا گیا کہ 27 پُوہ کو کُھل کر بارش ہوئی ہے اور ہم نے خوشیاں منائی ہیں تو آپؑ نے اِس دُنیوی تشریح کو پسند نہیں فرمایا بلکہ حضورؑ نے فرمایا کہ ایسی عظیم الشان خوشی ہو گی جس پر دِل بھی بول اُٹھیں گے اور دشمن بھی اُس کا اقرار کرے گا اور حضورؑ کے یہ الفاظ قابلِ غور ہیں کہ

’’گو دشمن کا اقرار زبان سے محال ہے مگر تاہم نشان وہ ہوتا ہے جو اپنی عظمت سے رُعب ڈال دے۔‘‘

سامعین! ہماری زندگیوں میں اور جماعت احمدیہ کی تاریخ میں بہت سی 27 کی تاریخیں آئیں جن میں ہم بہت خوش دکھائی دیئے اور آئندہ بھی آتی رہیں گی جو ہمارے لئے خوشیوں کا باعث بنیں گی۔ ان شاء اللہ۔ جماعتِ احمدیہ کی تاریخ میں آنے والی 27 کو ہم نے ہم نے اُس دن کی مناسبت سے تقریبات منعقد کر کے خوشیاں منائیں۔ ہماری جماعت کی تاریخ میں کئی دفعہ عید الفطر یا عید الاضحیٰ ستائیس کو منائی گئی ہوں گی۔ کئی دفعہ رمضان کا آغاز 27 کو ہوا ہو گا اور رمضان میں ہم 27 کو لیلۃ القدر کے نور سے ہم میں سے بہت سوں کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے منوّر کیا ہو گا۔ خود جماعت احمدیہ ایک لیلۃ القدر کے دَور سے گُزر رہی ہے جس میں جماعت احمدیہ مِن حَیْثُ الجَماعَۃِ نورٌ علیٰ نور ہوتی چلی جا رہی ہے اور بلندیوں کا سفر طے کر رہی ہے۔ پھر 27 کا ہندسہ تاریخ جماعت احمدیہ میں جلسہ سالانہ کے متعلق بھی آپؑ نے استعمال فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ کی اغراض و مقاصد کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

’’قرینِ مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویّہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔ سو میرے خیال میں بہتر ہے کہ وہ تاریخ 27 دسمبر سے 29 دسمبر تک قرار پائے۔ .... حتّی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہئے اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا۔ جو ایمان اور یقین اور

معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتّی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدائے تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان کو بخشے اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے۔ وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودّد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا۔ اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزت جلّ شانہ کوشش کی جائے گی اور روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہونگے جو ان شاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے اور کم مقدرت احباب کے لئے مناسب ہوگا کہ پہلے ہی سے اس جلسہ میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں۔"

(آسمانی فیصلہ، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 351-352)

یہ تاریخ بھی جماعت کے لئے ایک خوشی سے کم نہیں جب قادیان میں ان دنوں جلسہ سالانہ منایا جاتا ہے اور دنیا بھر کے احمدی ایم ٹی اے کے ذریعہ اس میں شامل ہو کر خوشیاں مناتے ہیں۔

27 مئی کا دن ایک ایسا تاریخی اور مُبارک دن ہے جو بُھلائے جانے والا نہیں۔ 27 مئی 1908ء کو جب جماعت احمدیہ میں خلافت علٰی منہاج النبوّہ قائم ہوئی تو 117 سالوں میں ہر سال دنیا کے کونے کونے میں "یومِ خلافت" منا کر افرادِ جماعت خوشیاں مناتے ہیں۔ جشن کا سا سماں ہوتا ہے۔ تقریبات منعقد کر کے قیامِ خلافت کے بابرکت نظام کے قیام پر عالمگیر خوشیاں منائی جارہی ہوتی ہیں اور ابھی چند ماہ بعد 2026ء کو 27 مئی کو 118 واں یوم خلافت جماعت احمدیہ عالمگیر منانے جارہی ہے ان شاء اللہ۔ اِن 118 سالوں میں ایک خلیفہ کی وفات کے بعد خلافت کے تسلسل میں نئے خلیفہ کا انتخاب اور خلافت کا تسلسل بھی 27 مئی کی یاد اور اُس سے وابستہ خوشیوں کو تازہ کرتا ہے۔

سامعین! اِس الہام میں ایک باریک نکتہ بھی اِس مضمون کی تائید کر رہا ہے اور وہ یہ کہ الہام کے الفاظ 27 کو خوشیاں منائیں گے۔ میں "ہم" کے الفاظ نہیں ہیں۔ "ہم" لفظ کا نہ ہونا یہ اشارہ کر رہا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اُس دن موجود نہ ہوں گے اور آپؑ کی عدم موجودگی میں افرادِ جماعت قیامِ خلافت پر خوشیاں منائیں گے۔ جبکہ تذکرہ میں درج الہام میں حضرت مسیح موعودؑ نے "ستائیس کو ایک واقعہ" کے آگے بریکٹ میں اور ایک بریکٹ کے بغیر تحریر فرمایا کہ

(ہمارے متعلق) یعنی پہلے الہام کا تعلق ہمارے متعلق ہے جبکہ دوسرے کا تعلق میرے جانے کے بعد لوگوں سے ہے۔

سامعین! اب اِس الہام کی تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ دوسرے حصّہ کی طرف آتے ہیں۔ جس میں حضورؑ نے تین باتوں کا ذکر فرمایا ہے۔

اوّل: دِل بول اُٹھیں گے۔

دوم: دشمن بھی اقرار کریں گے۔

سوم: (خلافت) اپنی عظمت سے رُعب ڈال دے گی۔

جہاں تک نمبر اوّل کا تعلق ہے اُس میں جماعت کے افراد تو ایمان سے حظّ اُٹھا ہی رہے ہیں، اپنی روحانی، اخلاقی، دینی اور علمی ترقیات میں نمایاں نظر آتے ہیں اور برکاتِ خلافت، انوارِ خلافت کو لے کر آگے بڑھ رہے ہیں۔ وہاں ہمارے دُشمن بھی یہ بول اُٹھے ہیں کہ جماعت احمدیہ، خلافت کے بل بوتے پر اللہ تعالیٰ کے حصار میں ہے۔ خلافت ہی احمدیوں کی حفاظت کا باعث ہے۔

اور دوم معاندینِ احمدیت یہ اقرار کرنے پر مجبور ہیں کہ اگر خلافت ہمیں نصیب ہو جائے تو ہم بھی ترقیات کی شاہراہوں پر چل پڑیں۔ مخالفین اور معاندینِ احمدیت نے مختلف جہت سے، مختلف جماعتوں اور فرقوں کی طرف سے اپنے ہاں خلافت کے قیام کی نہ صرف کوششیں کیں بلکہ بعضوں کو مستقبل کے لیے "امیرُالمؤمنین" کا لقب بھی دے دیا اور اُنہیں مستقبل میں اسلام کے خلیفہ کے طور پر تیار بھی کیا جانے لگا مگر یہ سب مخالفین خائب و خاسر ہوئے اور اپنی ناتمام حسرتیں لیے ناکام رخصت ہوئے۔

اِن مخالفین کے ہاتھوں خود ساختہ خلافت تو قائم نہ ہو سکی انہوں نے جماعت احمدیہ کی خلافت کو ختم کرنے کی ہر ممکن کوشش کی مگر نامراد ٹھہرے۔

سوم: خلافت نے اپنی جانب سے بھی دشمنانِ احمدیت اور مخالفین خلافت پر ایسا رُعب اور دبدبہ قائم کر دیا ہے کہ جب مُلّاں حضرات خلافتِ احمدیہ کے خلاف بولتے ہیں تو اُنہی کے چیلے اُنہیں کہہ اُٹھتے ہیں کہ ہم اِن کے خلفاء کو کیسے کافر کہیں کہ اُن کے چہرے تو مسلمانوں جیسے ہیں۔ 1974ء کی قومی اسمبلی میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی شکل وصورت کو دیکھ کر ممبرانِ قومی اسمبلی یہ پکار اُٹھے تھے کہ یہ تو اسلامی چہرہ ہے۔

اگست 1974ء کو جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ پر جرح ہو رہی تھی اور آپ اُن کے اعتراضات کے جوابات دے رہے تھے۔ اُس وقت ایک معاند جناب مفتی محمود احمد صاحب جو کہ لیڈر آف اپوزیشن تھے نے بیان دیا تھا جو "لولاک" رسالہ لائلپور حال فیصل آباد میں اس طرح شائع ہوا۔

"جب اسمبلی ہال میں مرزا ناصر احمد آیا تو قمیض پہنے ہوئے اور شلوار اور شیروانی میں ملبوس، بڑی پگڑی طرہ لگائے ہوئے تھا اور سفید داڑھی تھی تو ممبران نے دیکھ کر کہا۔ کیا یہ شکل کافر کی ہے؟ اور جب وہ بیان پڑھتا تو قرآن مجید کی آیتیں پڑھتا تھا اور جب حضور اکرم صلعم کا نام لیتا۔ درود شریف بھی پڑھتا تھا تو ہمارے ممبر مجھے گھور گھور کر دیکھتے تھے کہ قرآن اور رسول کریم کے نام کے ساتھ درود پڑھتا ہے اور تم اِسے کافر کہتے ہو؟"

(ہفت روزہ لولاک لائلپور 28 دسمبر 1975ء صفحہ 17-18 از الفرقان فروری 1972ء)

اور آج خلافتِ خامسہ میں یہ رُعب و دبدبہ عالمگیر حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ دُنیوی حکومتوں کے بڑے بڑے ایوانوں میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسلام احمدیت کا پیغام پہنچایا۔ توحید کا علَم بلند کیا اور دنیا بھر کے سربراہوں کو امن کی تعلیم دی۔

سامعین! اب مَیں دوبارہ تذکرہ میں درج الہام کی طرف لَوٹ کر ایک نکتہ یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ الہام کے سیاق وسباق کو دیکھیں تو الفاظ یُوں ہیں

"بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید۔ ستائیس کو ایک واقعہ (ہمارے متعلق) اَللّٰہُ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰی۔ خوشیاں منائیں گے۔"

(تذکرہ 724-725)

یہ الہامات تین زبانوں پر مُشتمل ہیں فارسی، اردو اور عربی۔ اِن تمام الہامات کو مشاہدات کے خیر خواہوں کے لیے اردو میں یوں پیش ہے۔

"خوشی وخرمی سے چل کہ تیرا وقت قریب آگیا ہے۔ ستائیس کو ایک واقعہ (ہمارے متعلق) اللہ تعالیٰ بہتر ہے اور باقی رہنے والا ہے۔ خوشیاں منائیں گے۔"

اِن الفاظ پر اگر غور کریں تو اوّلاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو وفات کی اطلاع دی جا رہی ہے پھر اپنے متعلق ستائیس کو ایک واقعہ رُونما ہونے کا ذکر فرما رہے ہیں۔ ساتھ ہی اپنے فانی ہونے کا ذکر اِن الفاظ میں کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی باقی رہنے والا ہے اور میری وفات اور تدفین کے بعد لوگ خلافت کے قیام پر خوشیاں منائیں گے کہ آپؑ کی وفات کے بعد جماعت پر جو ایک خوف کی حالت آئی اس کو خلافت کے قیام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے امن کی حالت میں بدل دیا جس پر لوگ خوشی منائیں گے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوا۔

سامعین! اب ایک اور عجیب اتفاق کا ذکر کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تاریخ وفات 27 رمضان بتائی جاتی ہے۔ دیکھیں (طبقات ابن سعد جلد 3 صفحہ 39) جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تدفین 27 مئی کو ہوئی۔ یوں اِن دونوں مسیح میں ایک لاجواب مماثلت بھی قائم کر دی اور آپ دونوں کے بعد خلافت کا نظام جاری ہوا۔ ایک میں پطرس سے شروع ہونے والا نظام آج بھی پاپائیت (پوپ) کی صورت میں موجود ہے جبکہ دوسرے مسیح کے بعد خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کی صورت میں پیشگوئیوں کے مطابق تا قیامت جاری رہے گی۔ ان شاء اللہ۔ یہاں یہ بتانا بھی خالی از حقیقت نہ ہوگا کہ مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مرحوم مؤرخ احمدیت کی تحقیق کے مطابق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات بھی 26 مئی 632ء کو ہوئی اور آپؐ کی تدفین 27 مئی کو عمل میں لائی گئی تھی۔ گو حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت 26 مئی کو ہی ہو گئی تھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے "خوشیاں منائیں گے" سے یہ نکتہ اخذ فرمایا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات اور تدفین کے بعد معاندین خوشیاں منائیں گے۔ آپؓ تحریر فرماتے ہیں:

"پھر 2 دسمبر 1907ء کو یہ الہام ہوا ہے کہ "بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید۔ ستائیس کو ایک واقعہ (ہمارے متعلق) اَللّٰہُ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰی۔ خوشیاں منائیں گے"۔ (الہام 20 دسمبر 1907ء تذکرہ 745)۔ "وقت رسید"۔ اب اگر ان الہاموں کو ملا کر دیکھا جاوے۔ تو صاف ثابت ہوتا ہے کہ عنقریب آپ کی وفات ہونے والی ہے اور 27 تاریخ سے اس واقعہ کا کچھ تعلق ہوگا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ ستائیس کو قادیان میں دفن کئے گئے اور ساتھ ہی اَللّٰہُ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰی کا الہام ہے۔ یعنی زندہ تو صرف خدا

رہتا ہے۔ ورنہ سب نے آخر کار مرنا ہے اور کوئی نہیں جو پیدا ہو اور مرے نہیں۔ پھر آگے ہے کہ ”خوشیاں منائیں گے "یعنی **مخالفان سلسلہ اس دن بہت ہی خوش ہوں گے** اور پھر دوبارہ وضاحت سے بیان فرمایا کہ وقت رسید یعنی تیرا وقت آپہنچا۔“

(صادقوں کی روشنی از انوار العلوم جلد اوّل صفحہ 96)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

”حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد مخالفین کو یہ خیال ہو گیا کہ اب یہ جماعت گئی کہ گئی لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ:

”سواے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ “

(رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305)

ہم نے دیکھا کہ یہ بات کس طرح سچ ثابت ہوئی اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کو اللہ تعالیٰ نے خلافت کی رِدا پہنا کر مخالفین کی خوشیوں کو پامال کر دیا اور مومنین پھر ایک ہاتھ پر اکٹھے ہو گئے۔

پھر خلافت ثانیہ کے وقت میں ہم نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے مومنین کی کس طرح مدد و نصرت فرمائی۔ اندرونی اور بیرونی مخالفین کی کوششوں اور خواہشوں کو پامال کر کے احمدیت کی کشتی کو اس بالکل نوجوان لیکن اولوالعزم پسرِ موعود کی قیادت میں آگے بڑھاتا چلا گیا اور جماعت کو ترقیات پر ترقیات دیتا چلا گیا۔ اور دنیا کے بہت سے ممالک میں اللہ تعالیٰ کی خاص تائید اور نصرت کی وجہ سے احمدیت کا جھنڈا خلافت ثانیہ میں لہرایا گیا۔

پھر خلافت ثالثہ میں انتہائی سخت دور آیا اور دشمن نے جماعت کو، افراد جماعت کو مایوس اور مفلوج کرنے کی کوشش کی اور اپنے زُعم میں جماعت کے ہاتھ کاٹ دیئے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت و فضل سے جماعت کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹنے دیا۔ یہ قدم آگے ہی آگے بڑھتا چلا گیا بلکہ ایک دنیا نے دیکھا کہ مخالفین کے نہ صرف ہاتھ کٹے بلکہ گردنیں بھی اڑادی گئیں اور یہ کسی انسان کا کام نہیں ہے بلکہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نظارے ہیں۔ پھر خلافت رابعہ کے دَور میں مخالفین نے خیال کیا کہ اب ہم نے ایسا داؤ استعمال کیا ہے یا مخالفین کے ایک سرغنے نے خیال کیا کہ اب مَیں نے ایسا داؤ استعمال کیا ہے کہ اب جماعت احمدیہ ہر طرف سے بندھ گئی ہے، اس کے لئے کوئی راستہ نہیں ہے اور یہ اپنی موت آپ مر جائے گی۔ لیکن جیسا کہ بے شمار الہامات سے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ فرمایا تھا کہ مَیں تیری مدد کروں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس خلیفۂ راشد کی بھی اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی اور دشمن اپنی تمام تر تدبیروں اور مکروں کے باوجود نظام خلافت کو مفلوج اور ختم کرنے میں ناکام و نامراد ہوا۔ بلکہ اپنے وعدے کے مطابق کہ ”مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔“

(تذکرہ صفحہ 260 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ نے ایسے راستے کھلوائے اور اس طرح مدد فرمائی کہ دشمن بیچارہ دانت پیستا رہ گیا۔ اور ہم سب جانتے ہیں کہ آج کل تبلیغ کا ایک بہت بڑا ذریعہ ایم ٹی اے کے ذریعہ سے ہے۔

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات کے بعد مخالفین اس امید پر تھے کہ شاید اب یہ انتہا ہو چکی ہے اس لئے شاید اب جماعت کا زوال شروع ہو جائے لیکن بے وقوفوں کو یہ پتہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے منصوبے کیا ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جس مسیح الزمان کو اپنی تائید و نصرت کے وعدوں کے ساتھ اس زمانے میں بھیجا ہے وہ نصرت نہ مخالفین کی خواہشوں سے ختم ہونی ہے، نہ ان کی کوششوں سے ختم ہونی ہے، ان شاء اللہ۔ اور نہ کسی وقت یا کسی خاص فرد کے ساتھ یہ نصرت وابستہ ہے۔ یہ نصرت کے وعدے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیاری جماعت سے وابستہ ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے اور دنیا کی کوئی طاقت اس میں روک نہیں بن سکتی۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت کے وعدے ہر قدم پر، ہر روز ہم دیکھتے ہیں۔ اس طرح جماعتی لحاظ سے اللہ تعالیٰ سارا سال اور ہر روز جو نصرت ہمیں دکھاتا ہے... اس کی تفصیل تو اس وقت مَیں یہاں بیان نہیں کر رہا۔ اس وقت مَیں نے تمہیداً یہ بتایا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ مخالفوں کی خوشیوں کو پامال کرتا رہا۔“

(خطبہ جمعہ 14/ جولائی 2006ء)

قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے نے اپنی تصنیف سیرت المہدیؑ جلد 2 میں اِس کی تاویل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے الہامات کی روشنی میں 27 اپریل 1908ء کو لاہور تشریف لے گئے اور 26 مئی کو وفات پاکر 27 مئی کو آپؑ کی میّت قادیان پہنچائی گئی اور یوں "ستائیس کو ایک واقعہ" "ہمارے متعلق" پورا ہوا۔ آپؓ تحریر فرماتے ہیں:

"ستائیس کو ایک واقعہ (ہمارے متعلق) واللہُ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰی "اللہ تعالیٰ کی کسی خاص مشیّت اور قضاء کی مظہر تھیں۔ سیدۃ النساء حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی علالت اور اس کے نتیجہ میں سفر لاہور پر اصرار کے واقعات بھی اس کی تائید میں تھے۔ مہبطِ انوارِ الٰہیہ سب سے زیادہ اس کلام کے منشاء و مقصد کو سمجھتے ہیں جو اُن پر خدا کی طرف سے نازل ہوتا ہے۔ چنانچہ باوجود صاحبزادہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی اچانک بیماری اور باوجود 26 اپریل 1908ء کے الہام

مباش ایمن از بازیٔ روزگار

کے نزول کے جس سے ہم لوگوں کے علم کے مطابق یقینی طور پر سفر کے التوا اور روک کا حکم نکلتا تھا۔ حضور نے 27 اپریل 1908ء کی صبح کو سفر کا فیصلہ فرمایا اور اس طرح کلام الٰہی ستائیس کو ایک واقعہ (ہمارے متعلق) واللہ خَیْرٌ و ابقی "کی صداقت **آج اور دوسری مرتبہ ایک ماہ بعد** یعنی 27 مئی 1908ء کو جب حضور پُرنور کا جسد مبارک کفن میں لپیٹ کر لایا گیا، ظاہر ہوگئی اور ساتھ ہی یہ امر بھی پایہ ثبوت کو پہنچ گیا کہ مشیّت ایزدی اور قضاو قدر کے اسی منشاء کے ماتحت سیدنا حضرت اقدس نے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے اس سفر کو اختیار فرمایا تھا تا رضاء و تسلیم کا وہ مقام جو حضور پُرنور کو حاصل تھا، دنیا عملاً دیکھ کر ایک سبق حاصل کرے۔ چنانچہ اس امر کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ جب قیام لاہور کے بالکل آخری ایام یعنی صرف ایک عشرہ قبل وصال مکن تکیہ بر عمر ناپائیدار اور پھر صرف پانچ چھ روز قبل وصال

الرحیل ثم الرحیل والموت قریب

کی وحی حضور پر نازل ہوئی تو سیدۃ النساء حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے متاثر ہو کر گھبرا کر حضرت کے حضور عرض کی کہ چلو! واپس قادیان چلیں۔ مگر حضور نے یہی جواب دیا کہ اب تو جب خدا لے جائے گا چلیں گے ہمارا اپنا اختیار کچھ نہیں ہے۔"

(سیرت المہدی جلد 2 صفحہ 404-405)

حضورؑ کی میّت قادیان لانے اور قافلہ کی روانگی کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمدؓ فرماتے ہیں:

"اس طرح قریباً تین بجے ستائیس مئی کی صبح کو یہ غمزدہ قافلہ کچھ آگے پیچھے ہو کر خدا کے برگزیدہ نبی سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے تابوت کے ہمرکاب پورے ایک ماہ کی جدائی اور "داغ ہجرت" کے صدمات لئے قادیان کو روانہ ہوا۔ ستائیس اپریل 1908ء کو قادیان سے رخصت ہو کر پھر ستائیس مئی 1908ء کی صبح ہی کو قادیان پہنچا اور اس طرح خدا کے مونہہ کی وہ بات کہ ستائیس کو (ہمارے متعلق) ایک واقعہ۔ اللّٰہ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰی پوری ہو کر رہی۔"

(سیرت المہدی جلد 2 صفحہ 424)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس ایمان افروز مضمون کو اپنی تصنیف الوصیت میں یوں بیان فرماتے ہیں۔

"غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لیے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لیے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔"

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305)

"جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اُس کی تخم ریزی اُنہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اُس کی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں اُن کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقع دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔"

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 304)

"ایسے وقت مَیں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بد قسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب

خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اِس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا۔"

(رسالہ الوصیت۔روحانی خزائن جلد20 صفحہ 304-305)

عدد 27 کی اہمیت

علم الاعداد کے تحت 27 کے عدد کی اہمیت، برکات کو دیکھا جائے تو اس سے بھی "ستائیس کو خوشیاں منائیں گے" کا مضمون دوبالا ہو جاتا ہے۔ 27 کے ہندسے میں روحانی طور پر برکت، حفاظت اور خوش قسمتی مضمر ہے۔ خاص طور پر دینی، مذہبی اور روحانی طور پر۔ بعض روایات میں "اللہ" کے نام کو 27 حروف سے منسلک کہا جاتا ہے اور اس سے وابستہ دعائیں اور وظائف و تسبیح میں استعمال ہوتے ہیں۔ جن سے برکت اور حفاظت حاصل کرنے کی امید کی جاتی ہے۔

الغرض علم الاعداد (Numerology) میں 27 کو مبارک عدد سمجھا جاتا ہے۔ خاص طور پر جب یہ پیدائش کی تاریخ یا اہم واقعات سے جُڑا ہو جس سے خوشحالی اور حفاظت کی توقع کی جاتی ہے۔ نیز لکھا ہے کہ عدد 27 صرف ایک گنتی کا عدد نہیں بلکہ یہ کائنات کے بنیادی اسرار، روحانی برکات اور حقیقت کی گہرائی کو سمجھنے میں ایک کلیدی کردار ادا کرتا ہے جو اسے مختلف شعبوں میں ایک خاص اور پُر اسرار مقام دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ یہ سلم نے فرمایا کہ باجماعت نماز، اکیلی میں پڑھی جانے والی نماز کے مقابل پر 27 گُنا افضل ہے۔ جس سے نماز باجماعت کے مقام کا علم ہوتا ہے۔

اگر ہم 27 کے ہندسے کو قیامِ خلافت کے ساتھ جوڑیں تو اس سے خلافت کے بلند مقام و مرتبے کا علم ہوتا ہے اور اس بابرکت نظام اور اس کی حفاظت کا عندیہ ملتا ہے۔(واللہ اعلم بالصواب)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ 27 مئی یومِ خلافت کے حوالہ سے فرماتے ہیں:

" آج 27ء مئی ہے۔ یہ دن جماعت احمدیہ میں یومِ خلافت کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ہم ہر سال یوم خلافت کے جلسے اس دن یا اس دن کے آگے پیچھے کرتے ہیں لیکن کیوں؟ اس سوال کا جواب ہمیں ہر وقت سامنے رکھنا چاہیے اور اپنی نسلوں، اپنے بچوں کو بھی اس پر غور کرنے اور سوچنے کے لیے کہنا چاہیے۔ اس دن کا آغاز 27ء مئی 1908ء کو ہوا تھا جب اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق ہم پر فضل فرماتے ہوئے جماعت احمدیہ میں خلافت کا نظام جاری فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آپ کی جماعت کی ترقی کے لیے جو وعدہ فرمایا تھا اسے اس دن پورا فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک عرصہ سے اپنی جماعت کو اس بات پر تیار فرما رہے تھے کہ کوئی شخص موت سے باہر نہیں۔ انبیاء بھی جب وہ اپنا کام پورا کر لیتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ انہیں بھی اٹھا لیتا ہے۔ آپؑ بار بار جماعت کو اس بات پر تیار فرما رہے تھے کہ آپ علیہ السلام کی واپسی کا وقت قریب ہے لیکن ساتھ ہی یہ خوشخبری بھی دیتے تھے کہ

آپ علیہ السلام کی قائم کردہ جماعت نے پھولنا ہے، پھلنا ہے اور پھیلنا ہے اور اللہ تعالیٰ کے جو آپؑ سے وعدے ہیں وہ یقیناً پورے ہونے ہیں۔ جماعت کی ترقی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہونی ہے اور کوئی نہیں جو اس ترقی کو روک سکے۔"

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 27 مئی 2022ء)

پس ستائیس بارے الہامات مختلف رنگ میں پورے ہوئے لیکن ستائیس مئی کو آپؑ کی تدفین اور خلافتِ مبارکہ کے نظام کا قیام ایسے دو اہم واقعات ہیں جو حتمی طور پر اِن الہامات پر اطلاق پاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ خلافتِ احمدیہ کو تا قیامت قائم رکھے اور ہمیں اِس سے فیضیاب ہوتے رہنے کی توفیق سے نوازتا رہے۔ آمین

(کمپوزڈ بائی: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

❁❁❁❁